۵۰، ۱۰۰ مقالے بھی اس پر نہیں لکھے گئے (ڈارون کی ۲۰۰ ویں سالگرہ پر محترم خرم مرادؒ نے مسلم ورلڈ بک ریویو میں اس پر ایک قیمتی مقالہ On Evolutionism لکھا، نمبر۳، ۱۹۸۴ء)۔

شہزاد چشتی صاحب نے ایک اچھا آغاز کیا ہے جو طالب علموں کے ذہن صاف کرنے میں اکسیر ہوگا۔ اصل ضرورت یہ ہے کہ حیوانیات کی درسی کتب میں اس نظریے کو بطور ایک عقیدہ نہ پڑھایا جائے اور ساتھ ہی اس کے شواہد پر جو جائز سائنسی تنقید ہے اس کو بھی پڑھایا جائے اور سالانہ امتحان میں اس تنقید کو ہی موضوعِ سوال بنایا جائے۔ اب ہم انسان اور گھوڑے کے شجرے پڑھاتے ہیں، رینگنے والے جانوروں سے اڑنے والے پرندوں کا وجود میں آنا ثابت کرتے ہیں، بصارت جیسے کام کے لیے، آنکھ جیسے پیچیدہ عضو کا بننا محض موروثی تبدیلیوں کے ذریعے ارتقا سے ثابت کرتے ہیں اور معلوم نہیں کیا کیا لطیفے پڑھاتے ہیں۔ ہمارے منہ پر یہ 'غیرسائنسی' لیکن عقلی بات نہیں آتی کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اس بنیادی بات سے زندگی کا پورا تصور بدل جاتا ہے۔ تہذیب بدل جاتی ہے۔ ہم تو اس پر بھی بحثیں ہی پڑھاتے ہیں کہ بے جان مادے سے جان دار وجود کیسے پیدا ہوا اور تکے لگاتے ہیں لیکن کلاس روم میں کھڑے ہوکر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ نے زندگی پیدا کی ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے دینی مدارس میں لاکھوں طلبہ پڑھتے ہیں لیکن ان کے ذمہ داروں کو بھی یہ توفیق نہ ہوئی کہ ان کے لیے سائنس کی کوئی ایسی کتاب مرتب کروائیں جس کی بنیاد الحاد پر نہ ہوتا کہ ان کے طلبہ سائنسی علوم میں ضروری شُدبُد رکھتے ہوں لیکن الحاد کی جہالت و جاہلیت سے مبرا ہوں۔ (مسلم سجاد)

روایاتِ سیرت کا تنقیدی جائزہ، محمد ناصرالدین البانی، ترجمہ و تلخیص: ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی۔ ناشر: اسلامک فاؤنڈیشن، ۱۷۸۱ سوئی والان، دہلی، بھارت۔ صفحات: ۱۶۸۔ قیمت: ۹۵ روپے۔

سیرت پاکؐ کا مطالعہ نوعِ انسانی کے لیے روشنی کا مینار اور مسلمانوں کے لیے ایمان کی رفعتوں کا وسیلہ ہے۔ سیرت پاکؐ کا سب سے بنیادی ماخذ قرآن عظیم ہے، اور پھر احادیث مقدسہ۔ تاہم حدیث پاک کے باب میں روایات، سند اور درایت کی کسوٹی بحث و تمحیص کے در کھولتی اور قرآن و سیرت کے جملہ پہلوؤں کی وضاحت اور جزئیات کی تفصیلات فراہم کرتی ہے۔

زیرتبصرہ کتاب شیخ محمد ناصرالدین البانی (۱۹۱۴ء-۱۹۹۹ء) کی جانب سے اس نقدوجرح پر مبنی ہے، جو انھوں نے سیرت کی دو کتب: فقه السیرة از شیخ محمد الغزالی اور فقه السیرة النبویه از ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی پر تحریر کی ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے مصنفین نے ایسی روایات کو بھی سیرتی کتب میں پے در پے نقل کر کے، عمومی سطح پر قارئین کے حافظے کا حصہ بنا دیا ہے، کہ جن پر ابتدائی اور وسطانی عہد کے محققین ومحدثین نے واضح طور پر جرح وتعدیل کے بعد لکھا تھا کہ فلاں فلاں روایت ضعیف ہے یا موضوع!

اگرچہ زیرتبصرہ کتاب قدرے تلخ لہجے میں لکھی گئی تھی، لیکن محمد الغزالی نے شیخ البانی کی پوری تحریر کو اپنی کتاب کے ضمیمے میں اس نوٹ کے ساتھ شامل کیا: ''استاذ محدث ناصرالدین البانی نے میری نقل کردہ احادیث نبویؐ پر تعلیقات پیش کی ہیں، اور انھیں رضاکارانہ طور پر لکھ کر علمی حقیقت کو نمایاں کرنے اور تاریخی حقائق کو صحیح انداز میں پیش کرنے میں تعاون کیا ہے۔ کسی حدیث کی سندوں کی تحقیق کے بعد شیخ ناصر فرماتے ہیں کہ ''یہ ضعیف ہے''۔ حدیث میں رسوخ ومہارت کے باعث انھیں یہ رائے ظاہر کرنے کا حق ہے، لیکن میں اس حدیث کے متن کو دیکھتا ہوں، تو مجھے اس کی روایت میں کوئی حرج دکھائی نہیں دیتا، اور اسے نقل کرنے کو کچھ نقصان دہ خیال نہیں کرتا...... بیش تر علما نے ضعیف اور صحیح مرویات کے قبول و رّد میں یہی طریقہ اپنایا ہے کہ ضعیف حدیث اگر اسلام کے عام اصول اور جامع قواعد سے ہم آہنگ ہو تو وہ قابلِ قبول ہے''۔ (ص ۱۰۷-۱۰۹)

شیخ البانی کی کلاسیکی بحث نے ذخیرۂ حدیث کے مطالعے کو نیا رُخ دیا ہے جس میں انھوں نے قدیم کتب کے نظائر سے بات کی ہے، جب کہ اسی زمانے میں مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم نے سند اور روایت سے بڑھ کر خود متن حدیث، الفاظ اور استدلال کو قرآن وسنت اور عقل و نقل کی بنیاد پر دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ درایت حدیث کے اس باب میں شیخ البانی کا طریق کار زیادہ محتاط ہے۔

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی نے اُس مجموعے کا طبع زاد ترجمہ کیا ہے، جس میں نہ عربی لفظیات کا بوجھ ہے اور نہ اسلوب میں بے جا پیچیدگی۔ (سلیم منصور خالد)